جاسکتا ہے۔ ان کے لئے بے نیظر کا وجود ان مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے بہت بہتر بلکہ ضروری ہے۔ مغربی ممالک کو سابق وزیر اعظم کا یہ بتانا کہ "مجھے جان کا خطرہ ہے"۔ دراصل انہیں اندرونی معاملات میں مداخلت کی دعوت دینا ہے اگر وہ کوئی ایسا خطرہ محسوس کرتی ہیں تو انہیں اپنے ملک کی عدلیہ سے تحفظ حاصل کرنا چاہیئے۔

دینی جماعتوں کی پوزیشن

دینی جماعتوں کے سیاسی کردار کے بارے میں شروع سے ہمارا واضح اور دوٹوک نقطۂ نظر رہا ہے کہ اوّل تو موجودہ جمہوری نظام ان کے مقاصد کی تکمیل کی بجائے اس جدوجہد کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ لیکن اگر وہ اس نظام کو طوعاً وکرہاً قبول کرنے پر مجبور ہیں یا انہیں کوئی دوسری راہ سجھائی نہیں دیتی یا اُسے اختیار کرنے کی ہمت نہیں تو پھر اس نظام کے راستے سے بھی کوئی متحدہ کوشش ہی ان کے "عذرِ گناہ" کو کمتر از گناہ" ثابت کر سکتی ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس! دینی جماعتیں دونوں بڑے سیاسی دھڑوں کے اغراض ومقاصد کی تکمیل میں شعوری یا غیر شعوری طور پر مصروف ہیں ان کے مسلکی مفادات نے انہیں یہاں لا کھڑا کیا ہے۔ اور وہ بھی اس حالت میں کہ خود ہر جماعت دو دو تین تین حصوں میں تقسیم ہے۔ بار بار کے ناکام سیاسی تجربوں اور شکست وریخت کے بعد بھی اگر علماء اور مشائخ اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی نہیں کرتے اور اسی طرح انتشار وافتراق میں مبتلا رہتے ہیں تو پھر کون ہے جو ان بے دینوں اور سیکولرسٹوں کا راستہ روکے گا؟ کیا آپ بھول گئے ہیں کہ آپ کو احکم الحاکمین کی عدالت میں جواب دینا ہے؟ اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے صرف یہ کہہ دینا کہ "میں شرمسار رہوں" کوئی معقول بات نہیں۔ دین وشریعت اتحاد کی قدرِ مشترک ہے، اور مفادات افتراق کا منبع اگر اسمبلی میں پہنچنا ہی ہے تو پھر اپنے مفادات قربان کیجئے اور دین وشریعت کے تحفظ کی قدرِ مشترک پر اکٹھے ہو کر —— مضبوط قوت کی صورت میں اس نظام سے ٹکرا جائیے۔

ہم گزشتہ اشاعت میں بھی کہہ چکے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ انتخابات میں کسی شیعہ، شیعہ نواز، مرزائی، مرزائی نواز، اور بے دین کو ہرگز ووٹ نہ دیں جو ان کی ناکامی کا ذریعہ بنے اس سے تعاون کریں۔ ورنہ اپنا ووٹ قتل نہ کریں۔

اپنے قارئین سے

کاغذ اور طباعت کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے "ہم نقیب ختم نبوت" کے سالانہ چندہ میں صرف دس /10 روپے کا اضافہ کر رہے ہیں آئندہ سے سالانہ چندہ ساٹھ /60 روپے ہے۔ اور جنوری ۱۹۹۱ء سے ہر پرچہ کی قیمت میں ایک روپیہ کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔

قارئین! جس طرح آپ پہلے اپنے ادارہ سے تعاون کرتے چلے آرہے ہیں، ہمیں امید ہے کہ آپ آئندہ بھی دستِ تعاون بڑھائیں گے۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ادارہ ہر ماہ چار ہزار روپے کا مقروض ہوتا ہے، اور یہ خسارہ آپ کے تعاون سے ہی ختم کیا جا سکتا ہے۔

سید عطاء المحسن بخاری

جاگتے کا خواب

میں دیکھتا ہوں

دور افق پر محیطِ حدِ نگاہ تک

آدم زادوں کا اژدہام ایسا ہے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں

محشر کا سماں ، سانس تک لینا گراں

اتنے میں ایک اجنبی ہراساں ، بھیڑ چیرتا ہوا میری جانب لپکا اور اپنے حواس درست کرتے ہوئے یوں گویا ہوا

یہ ہجوم کیسا ہے ؟ تم کون ہو ؟

میں مسافر ہوں ، اس انبوہ میں گھر گیا ہوں !

کہاں کے باسی ہو ؟ پچھم کی اُور بہت دور کا

یہاں کیسے آنا ہوا ؟ آدم کی تلاش میں ، دیکھو یہ سبز پوش چوڑے چکلے سرو قد سب بنی آدم ہیں ، گلاب کی مانند کھلے چہرے۔

جوان رعنا ، گل گوں قبا ، رنگ در دغن ایسا کہ کعبہ میں سجے ہوئے بت دکھائی دیں۔

یہ ان لوگوں کی اولاد ہیں جنہوں نے اللہ ، رسول ، قرآن ، کعبہ اور اسلام کے نام پر دھرتی حاصل کی تھی ، اس دھرتی پر کھڑے انہیں تنتالیس سال بیت چکے ہیں۔

اچانک میں نے دیکھا ، اجنبی سسکیاں لے رہا تھا ، پھر روتے روتے اس کی ہچکی بندھ گئی ، وہ نڈھال ہو گیا۔

میں ڈر گیا اور بھاگنے لگا۔

اچانک اجنبی نے نحیف سی آواز میں کہا

رک جاؤ !

اور پھر اس نے کراہتے ہوئے کہا

ہاں ! میں ان میں سے ایک ایک کو جانتا ہوں ، چہرے پہچانتا ہوں